Regd S. No. 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

فی پرچہ ۱/

المصلح

منگل

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۲۴ نبوت ۱۳۳۲ ھش - ۲۴ نومبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۹۶

ڈچ زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کی طباعت مکمل ہو گئی

جرمن زبان میں بھی قرآن پاک کا ترجمہ عنقریب چھپنا شروع ہو جائیگا

ہیگ ۲۲ نومبر۔ مبلغ ہالینڈ مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ڈچ زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کی طباعت مکمل ہو گئی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک نیز انہوں نے مزید اطلاع دی ہے کہ جرمن زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ کی طباعت کا کام آئندہ بدھ سے شروع ہو جائے گا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اس کی طباعت بھی بفضلہ تعالیٰ خیر و خوبی اور کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہونچے آمین۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

لاہور ۲۱ نومبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت گلے میں خرابی اور پیٹ میں تکلیف کے باعث ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

جماعت احمدیہ کنری کے زیر اہتمام
جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم

کنری ۲۲ نومبر (بذریعہ تار) ۱۲ ربیع الاول کو جماعت احمدیہ کنری کی طرف سے یہاں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مختلف مقررین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک و مقدس سیرت و سوانح پر نہایت عمدہ پیرایہ میں روشنی ڈالی۔

اپنے سفیر کو واپس بلالو
حکومت ترکی سے مصر کا مطالبہ

قاہرہ ۲۳ نومبر۔ حکومت مصر نے ترکی کی حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ اپنے سفیر مقیم قاہرہ کو واپس بلالے۔ سفیر مذکور نے جو ان دنوں ترکی میں ہیں ایک بیان میں سابق شاہ فاروق کے ایک رشتہ دار شہزادہ محمد علی کی جائداد ضبط کرنے پر حکومت مصر کی مذمت کی تھی

اقوام متحدہ نے کوریا کی سیاسی کانفرنس کے متعلق کمیونسٹوں کا مطالبہ پھر مسترد کر دیا

کمیونسٹوں کا مطالبہ عارضی صلح کی شرائط کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ امریکی نمائندہ کا بیان

اقوام متحدہ ۲۲ نومبر۔ اقوام متحدہ نے کمیونسٹوں کا یہ مطالبہ پھر مسترد کر دیا ہے کہ کوریا کے متعلق مجوزہ سیاسی کانفرنس میں پاکستان بھارت اور دیگر تین غیر جانبدار ممالک کو بھی شریک کیا جائے تاکہ کانفرنس غیر رسمی کی فضا میں منعقد ہو سکے۔ آج امریکہ کے خاص نمائندے مسٹر آرتھر ڈین نے ایک بیان میں کہا کوریا میں عارضی صلح کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری صرف دونوں فریقوں یعنے اقوام متحدہ اور کمیونسٹوں پر عائد ہوتی ہے۔ لہذا وہی سیاسی کانفرنس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کمیونسٹ یہ مطالبہ کر کے عارضی صلح کی شرائط کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ان شرائط کے ساٹھویں پیراگراف میں صاف لکھا ہے کہ عارضی صلح کے بعد مزید گفت و شنید صرف کمیونسٹوں اور اقوام متحدہ کے نمائندوں تک محدود رہے گی:

گزشتہ چند سال میں ایران کو اربوں ریال کا نقصان اٹھانا پڑا ہے

ڈاکٹر محمد مصدق پر ایران کے وزیر اعظم فضل اللہ زاہدی کا الزام

تہران ۲۳ نومبر۔ ایران کے وزیر اعظم فضل اللہ زاہدی نے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر محمد مصدق پر الزام لگایا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی عاقبت نااندیشی سے ۲۸ ماہ تک تیل کی صنعت کو مفلوج بنائے رکھا۔ اور اس طرح قوم و ملک کو اربوں ارب ریال کا نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا۔ قوم کے نام ایک تقریر نشر کرتے ہوئے انہوں نے کہا ڈاکٹر مصدق نے آبادان کے تیل صاف کرنے والے کارخانے کو خراب ہونے دیا۔ اس کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ اور اب اسے دوبارہ چالو کرنے کے لئے ایک طویل عرصے کی محنت کے علاوہ کم از کم ۶۰ کروڑ ریال درکار ہوں گے۔ جنرل زاہدی نے اعلان کیا کہ وہ تیل کے کارخانوں کو دوبارہ چلانے اور تیل کی برآمد کو بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور اس بارے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے قوم کو یہ خوشخبری دی کہ خوشحالی کا دورہ عنقریب شروع ہونے والا ہے اور اب وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب ایران کی تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا تیل کی صنعت کو قومی ملکیت میں لینے کا یہ مقصد نہیں ہے۔ کہ آبادان کے کارخانوں کو تباہی کی نذر کر دیا جائے۔ ہمارا منتہا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ قوم کو اس کا حق واپس ملے۔ اس کی آمد میں روز افزوں اضافہ ہو اور اس طرح وہ اپنی مشکلات پر قابو پا سکے

اسلام سادگی اور ہمہ گیری میں اپنا جواب نہیں رکھتا

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسے میں ٹراونکور کوچین کے راج پرمکھ کی تقریر

تریوندرم ۲۳ نومبر۔ ٹراونکور کوچین کے راج پرمکھ نے ہفتہ کے روز سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک جلسے میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے کہا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو سادگی اور ہمہ گیری میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ انہوں نے اس امر پر زور دیتے ہوئے کہ اسلام رواداری کا مذہب ہے اسلام کی اس خوبی کو بہت سراہا کہ اس میں جبر کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ دوران تقریر میں انہوں نے انسانی مساوات کی اہمیت واضح کرتے ہوئے کہا دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ انسان انسان سب برابر ہیں لیکن ان مذاہب کے اکثر پیرو مرور زمانہ کے باعث اپنے اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو بھلا بیٹھے ہیں۔ اور ان بنیادی تعلیمات کو بھولنے ہی کا یہ نتیجہ ہیں۔ کہ وہ آج نور بصیرت سے محروم ہیں۔ تقریر کے اختتام پر راج پرمکھ نے ریاست کے مسلم عوام کی خیر خواہی اور ترقی و فلاح کے سلسلے میں نہایت نیک اور قابل قدر جذبات کا اظہار کیا۔

آذربائیجان کے پہاڑی علاقے میں شدید سیلاب

تہران ۲۳ نومبر۔ کل آذربائیجان کے پہاڑی علاقے میں شدید سیلاب کے باعث رہائشی مکانات اور راستوں کے پل وغیرہ سب بہ گئے۔ اس سے قبل ۲۸ روز تک مسلسل بارشیں اور برف باری ہوتی رہی تھی۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ تمام علاقے میں بارش اب بھی ہو رہی ہے۔ ابھی تک کسی کے ہلاک ہونے کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔

انڈونیشیا میں بھارتی سفیر کا تقرر

نئی دہلی ۲۲ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت ہند نے مسٹر ایم بی طیب جی کو انڈونیشیا میں اپنا سفیر مقرر کیا ہے۔ مسٹر طیب جی آجکل بھارت کی وزارت خارجہ میں امور دولت مشترکہ کے سکرٹری ہیں:

سید سلیمان صاحب ندوی کو سپرد خاک کر دیا گیا

کراچی ۲۳ نومبر۔ مشہور عالم و مورخ سید سلیمان ندوی صاحب کل شام ۶½ بجے اپنے رہائشی مکان "دار منزل" جہانگیر روڈ کراچی میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج صبح آپ کی تجہیز و تدفین عمل میں آئی جس میں ہزارہا اشخاص نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر مرکزی کابینہ کے بعض ارکان۔ اعلےٰ سرکاری افسر بیرونی ممالک کے سفرا اور مختلف اداروں کے نمائندے موجود تھے۔ آپ گزشتہ چند ماہ سے قلب کی بیماری میں مبتلا تھے۔ آپ ۱۸۸۵ء میں ضلع پٹنہ کے مقام دیسنہ میں پیدا ہوئے ۱۹۰۶ء میں آپ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد "الندوہ" کے سب ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں آپ نے اعظم گڑھ میں دار المصنفین کے نام سے تالیف و اشاعت کا ایک ادارہ قائم کیا۔ آپ نے اپنی زندگی میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم مصنفہ مولانا شبلی نعمانی کی آخری جلدیں بھی شامل ہیں۔ کیونکہ مولانا شبلی سیرۃ النبی کو مکمل نہیں کر سکے تھے۔ تقسیم برصغیر کے تین سال بعد جون ۱۹۵۰ء میں آپ پاکستان آئے اور یہاں تعلیمات اسلامی کے بورڈ کے صدر مقرر ہوئے:

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۲۴ نبوت ۱۳۳۲ھش

اسلام کی غلط تعبیر

روزنامہ جنگ کی اشاعت ۲۰ نومبر ۱۹۵۳ء میں صفحہ اول پر قیم جماعت اسلامی پاکستان مولانا رحمت الٰہی کا پاکستان کے دستور پر مسٹر نہرو کی نکتہ چینی کے متعلق بطور احتجاج ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں مولانا مذکور نے فرمایا ہے۔

"اسلام کے سیاسی نظام کے متعلق اس قسم کی غلط فہمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسے دیگر مذاہب کی طرح ایک مذہب اور ان کا حریف سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اسلام ایک فلسفہ حیات اور ایک نظام حیات ہے۔ جو کسی قوم یا نسل کی وراثت نہیں بلکہ تمام نوع انسانی کے لئے عام ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے دلائل کی بنا پر اختلاف رکھتا ہو۔ تو اسے اس بات کا حق ہے۔ لیکن یہ بات جمہوریت کی کسی تعریف میں نہیں آتی۔ اور نہ ہی ایک بڑے ملک کے روشن خیال وزیر اعظم کے شایان شان ہے۔ کہ وہ اس کا مطالعہ کئے بغیر اسے رجعت تعبیر کرے۔"

اس سے پہلے مولانا مذکور نے فرمایا ہے کہ

"پنڈت جی ایک طرف تو پاکستان کو تنگ نظری کا طعنہ دیتے ہیں اور دوسری جانب خود اس تنگ نظری کا ثبوت دیتے ہیں کہ جو تصورات انہوں نے قائم کر رکھے ہیں صرف وہی ترقی پسندانہ ہیں اور باقی سب کچھ رجعت پسندی ہے۔"

ہم نے "المصلح" کی ایک قریبی اشاعت میں عرض کیا تھا کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا کے سامنے سب سے پہلے مذہبی آزادی یا دوسرے لفظوں میں آزادی ضمیر کا چارٹر

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

پیش کیا۔ اور یہ اصول اللہ تعالےٰ کا کلام ہونے کی وجہ سے باوجود اسکو مٹانے کی کوشش کے اٹل ہے اور قیامت تک زندہ رہنے والا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ چونکہ ہم نے اس کو نازل کیا ہے۔ اس لئے ہم ہی اس کی حفاظت بھی کریں گے۔

ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ انشاء اللہ پاکستان میں اسلام کے اسی عظیم الشان اصول کے مطابق حکومت کی جائے گی۔ اور کسی کو خاصکر پنڈت نہرو کو مطمئن رہنا چاہیئے کہ اسلام کے صحیح اصول تنگ نظرانہ نہیں ہیں۔ بلکہ موجودہ مغربی جمہوری اصولوں سے بھی زیادہ فراخدلانہ اور وسیع ہیں۔ قرآن کریم نے اپنے اس عظیم الشان اصول کو کئی اسالیب سے بیان فرمایا ہے ایک جگہ فرمایا ہے۔

فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر

یعنے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرلے۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک صحیح اسلامی حکومت میں جو اسلام کے صحیح اصولوں کے مطابق چلائی جائے گی۔ محض مذہبی بناء پر کسی کے بنیادی انسانی حقوق کم یا زیادہ نہیں ہوں گے۔ تمام شہری خواہ وہ کسی مذہب وملت کے پابند ہوں۔ ہر لحاظ سے حکومت سے یکساں سلوک کے مستحق ہوں گے۔ ہر مذہب والے کو نہ صرف اپنے مذہب کی پابندی میں آزادی ہوگی۔ بلکہ تبلیغ اور تبدیلی مذہب کا بھی حق حاصل ہوگا۔ اور ایک اسلامی حکومت کو اللہ تعالےٰ نے کوئی اختیار نہیں دیا کہ وہ اس قسم کے جبر کو خواہ وہ مثبت ہو یا منفی کسی شہری کی آزادی ضمیر کی حدبندی کے لئے استعمال کرے۔ بے شک پاکستان کی اکثریت جو مسلمان ہوگی اپنے مذہب کی پابند ہوگی۔ مگر اسلامی حکومت دوسرے مذاہب کے علی الرغم کسی قسم کی رعایت مسلمانوں سے روا نہیں رکھے گی۔ اور کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی۔ جس کا نتیجہ جبراً یا تحریصاً دوسرے مذاہب والوں کو اسلام قبول کرنے کی صورت میں بھی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دین کا معاملہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے اور کسی انسان یا حکومت کو اس میں اختیار نہیں دیا۔ خواہ وہ انسان سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ اور خواہ وہ حکومت کتنی اسلامی حکومت ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کئی جگہ قرآن کریم میں اس قسم کے واضح الفاظ آئے ہیں۔ کہ

لست علیھم بمصیطر

تم کو ان پر داروغہ نہیں مقرر کیا گیا۔

فان اعرضوا فما ارسلناک علیھم حفیظا۔ ان علیک الا البلٰغ

پس اگر وہ اعراض کریں۔ تو ہم نے تجھے ان پر نگران اور ذمہ دار مقرر کر کے نہیں بھیجا تمہارا فرض تو صرف پہونچا دینا ہی ہے (شوریٰ رکوع ۵)

فان تولوا فانما علیک البلٰغ المبین۔

اور اگر وہ پھر گئے ہیں تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی۔ تمہارا فرض تو واضح طور پر پیغام حق کو ان تک پہونچا دینا ہی ہے۔

ظاہر ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان شخصیت کو دین کے متعلق کسی جبر کا اختیار اللہ تعالےٰ نے نہیں دیا تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی خالص سے خالص اسلامی حکومت کو آزادی ضمیر کے خلاف کسی قسم کا مثبت یا منفی جبر استعمال کرنے کی اجازت ہو۔

اس ضمن میں قرآن کریم کے مطالعہ سے مجموعی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلامی حکومت میں ہر انسان کو کامل آزادی ضمیر حاصل ہے جو دین چاہے وہ اختیار کر سکتا ہے۔ اپنے دین کی نہ صرف تبلیغ کر سکتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو اپنے دین میں داخل کر سکتا ہے۔ اور دین تبدیل کر کے جو دین چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ حکومت اسلامی از روئے قرآن کریم اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتی۔

اس کے باوجود ہمیں افسوس کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بعض مسلمان علماء نے قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کی صریح تعلیم کے خلاف ایسے من گھڑت اصول اسلام کے ذمہ لگا دیئے ہوئے ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا ہے بعض غیر مسلموں کو جنہوں نے اسلامی تعلیم کا غور سے مطالعہ نہیں کیا۔ اسلامی اصولوں کے متعلق سخت غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہوئی ہیں۔ جن کو دور کرنے کے لئے ایک وسیع مہم کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں بعض مسلمان علما نے ان غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوششیں کی ہیں۔ جس کی وجہ سے اسلام کے چہرے سے یہ تاریکیاں دور ہونے لگی ہیں۔ مگر ابھی مطلع بالکل صاف نہیں ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض رجعت پسند لوگوں نے اشتراکیت اور فاشزم سے متاثر ہو کر حال میں اسلام کے چہرے پر پھر ان ظلمتوں کے پھیلانے کی کوشش جاری کی ہے۔ اور اس کو ایسے مبہم الفاظ مثلاً جیسا کہ قیم جماعت اسلامی پاکستان مولانا رحمت الٰہی نے کہا ہے۔ کہ "اسلام ایک فلسفہ حیات اور ایک نظام حیات ہے"۔ میں بیان کر کے اسلامی اصولوں کو بھی اشتراکیت اور فاشزم کے لادینی اصولوں کا مماثل بنانے کے لئے جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ جس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اشتراکیت اور فاشزم کلیاتی اڈیالوجی پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی حکومت میں اختلاف رائے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اسلام بھی ایک کلیاتی دین ہے۔ اس کے اصولوں کے مطابق قائم کردہ اسلامی حکومت بھی اختلاف رائے کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اس مماثلت میں وہ یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ جس طرح اشتراکی روس میں کوئی شخص اشتراکیت کے اصولوں کو ترک کر کے گردن زدنی ہو جاتا ہے اسی طرح اسلام کا تارک بھی واجب القتل ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم مودودی صاحب کے ایک کتابچہ کے آغاز کے الفاظ بطور مثال کے پیش کرتے ہیں۔ آپ "مرتد کی سزا اسلامی قانون میں" نامی کتابچہ کا آغاز اس طرح فرماتے ہیں۔

"یہ بات اسلامی قانون کے کسی واقف کار آدمی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلام میں اس شخص کی سزا قتل ہے۔ جو مسلمان ہو کر پھر کفر کی طرف پلٹ جائے"۔

یہ اسلام پر ایک صریح بہتان ہے اسلام کی الکتاب قرآن کریم اور سنت رسول اللہ بلکہ ائمہ اسلام میں سے کسی نے اس شخص کی سزا قتل تجویز نہیں کی۔ جو محض نجات اخروی کی خاطر اسلام کو ترک کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرتا ہے۔ یا الحاد یا دہریت اختیار کر لیتا ہے۔ قرآن کریم میں تقریباً پندرہ آیات آئی ہیں۔ جن میں ارتداد کا ذکر لفظاً یا مترادفاً آیا ہے (باقی صفحہ ۸ پر)

اعلان نکاح

(از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نکاح ہمراہ صادقہ خاتون صاحبہ دختر قریشی محمد یونس صاحب محلہ شاہدانہ بریلی انڈیا بالعوض مہر مبلغ پندرہ صد روپیہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے باوجود علالت کے اپنے کمرہ کے اندر چند احباب کی موجودگی میں مورخہ ۱۷ ۱۱/۵۳ بوقت ۹½ بجے صبح کا اعلان فرمایا اللہ تعالےٰ یہ تعلق فریقین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔

(مرزا بشیر احمد) دفتر حفاظت مرکز ربوہ

صلح حدیبیہ

تاریخ اسلام کا ایک عظیم الشان واقعہ

رقم فرمودہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف عمرہ کرنے کی نیت سے تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ خالد بن ولید قریش کے سواروں کے ساتھ مقام غمیم میں پڑے ہیں۔ تم دائیں طرف چلو۔ آخر یہ ہوا۔ کہ خالد بن ولید (جو اس وقت تک کافر تھے) کو خبر بھی نہ ہوئی اور مسلمان ان کے سر پر جا پہنچے۔ یہ دیکھ کر وہ مکہ کو بھاگے۔ تاکہ قریش کو اطلاع دیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برابر چلتے رہے۔ اور اس پہاڑی تک پہنچ گئے کہ۔ جس کے اوپر سے ہو کر مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں آپؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ اس پر لوگوں نے اسے ٹخ ٹخ کیا۔ مگر اونٹنی نہ اٹھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ یہ خود نہیں بیٹھی۔ نہ ایسی اس کی عادت ہے۔ اسے اسی خدا نے روکا ہے۔ جس نے اصحاب فیل کے ہاتھی کو روکا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا۔ اگر کفار قریش مجھ سے کسی ایسی بات کا سوال کریں گے۔ جس میں خدا کے کسی حکم کی بے عزتی نہ ہوگی۔ تو میں ان کی بات مان لوں گا۔ پھر آپ نے اونٹنی کو ہانکا۔ تو وہ وہاں سے ہٹ کر مقام حدیبیہ کے کنارے ایک کنوئیں کے پاس جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ جا کر ٹھہر گئی۔ لوگوں نے اس کنوئیں میں سے پانی لینا شروع کیا۔ تو وہ تھوڑی دیر میں خشک ہوگیا۔ اور ابھی لشکر اور جانور پیاسے ہی تھے جب آپؐ کے پاس یہ شکایت پہنچی۔ تو آپ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر ایک شخص کو دیا۔ اور کہا۔ اسے کنوئیں میں گاڑ دو۔ تھوڑی دیر میں اس میں خوب پانی بھر گیا۔ اور سب لشکر سیراب ہوگیا۔ اتنے میں بدیل خزاعی کچھ لوگوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (یہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیر خواہوں میں سے تھا) اور کہنے لگا۔ کہ حدیبیہ کے پرلے کنوؤں پر جہاں پانی گہرا ہے۔ قریش کی کچھ فوج موجود ہے۔ اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں اور سب سامان موجود ہے۔ وہ لوگ آپؐ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہم آپ کو کعبہ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ہم تو لڑائی کے ارادے سے نکلے ہی نہیں۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔

اور قریش کو بھی جنگوں کی وجہ سے بہت نقصان پہنچ چکا ہے۔ سو اگر وہ چاہیں۔ تو ہم ان سے عارضی صلح کر سکتے ہیں۔ وہ میرے اور کفار عرب کے درمیان دخل نہ دیں۔ اور بالکل الگ رہیں۔ پھر اگر میں عرب پر غالب آجاؤں۔ تو مناسب ہوگا۔ کہ قریش بھی میرے دین میں داخل ہو جائیں۔ اور اگر میں غالب نہ آؤں۔ تو ان کی مراد بر آئی۔ لیکن اگر قریش نے اس صلح کی تجویز کو منظور نہ کیا۔ تو خدا کی قسم جب تک دم میں دم ہے۔ ان سے لڑتا رہونگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پوری ہو جائے

بدیل نے یہ سن کر کہا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا۔ یہ سب میں قریش کو جا کر کہہ دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ گئے۔ اور قریش سے کہا۔ ہم محمدؐ کے پاس سے آئے ہیں۔ اور انہوں نے ہم سے کچھ گفتگو کی ہے۔ اگر تم چاہو۔ تو تم سے بیان کر دیں۔ اس پر کچھ بیوقوفوں نے کہا۔ ہم کچھ نہیں سننا چاہتے۔ مگر عقلمند لوگ بولے اچھا سناؤ تو سہی۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ بدیل نے ساری بات چیت ان کو بتائی۔ اس پر عروہ بن مسعود جو قریش میں سے نہ تھے۔ اٹھے اور قریش کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو میں تمہارا خیر خواہ اور دوست ہوں۔ محمدؐ نے جو صلح کی تجویز کی ہے۔ یہ بہت اچھی ہے۔ اسے منظور کر لو۔ اور مجھے اجازت دو کہ وہاں جا کر شرائط کا فیصلہ کر لوں۔ ان لوگوں نے کہا۔ اچھا۔ چنانچہ عروہ آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ اور گفتگو کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے بھی وہی بات کہی۔ جو بدیل سے کہی تھی۔ عروہ نے کہا۔ اے محمدؐ یہ تو بتاؤ۔ کہ اگر تم ہی غالب ہو گئے۔ اور تم نے اپنی ہی قوم کو تباہ کر دیا۔ تو اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا کبھی کسی عرب نے اپنے عزیزوں کو ہلاک کیا ہے؟ اور اگر تم مغلوب ہو گئے۔ تو یاد رکھنا کہ یہ تمہارے ساتھی سب بھاگ جائیں گے۔ اور تمہیں اکیلا چھوڑ جائیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ کو یہ بات سن کر اتنا غصہ آیا۔ کہ انہوں نے عروہ سے کہا۔ کمبخت تو جھک مارتا ہے کیا ہم رسول اللہؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ اور آپؐ کو تنہا چھوڑ دیں گے؟ عروہ نے کہا۔ اے ابوبکرؓ اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا۔ تو میں تم کو اس بد زبانی کا ایسا سخت جواب دیتا کہ تم بھی یاد کرتے۔ غرض پھر عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے باتیں کرنے لگا۔ باتیں کرتے کرتے بار بار آپؐ کی داڑھی کو ہاتھ لگاتا تھا۔ مغیرہؓ صحابی پاس کھڑے تھے۔ ان سے رہا نہ گیا۔ جب عروہ آپ کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا۔ وہ اپنی تلوار الٹی طرف سے اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے۔ "ہٹا اپنا ہاتھ آنحضرتؐ کی ریش مبارک سے"۔ عروہ نے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا۔ یہ مغیرہ ہے۔ شعبہ کا بیٹا۔ عروہ بولے۔ او بے وفا۔ اچھا خبر لوں گا۔ میں ابھی تیری ہی فکر میں ہوں۔ (بات یہ تھی کہ مغیرہ نے زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں سے یارانہ گانٹھا تھا۔ پھر ان کو قتل کر دیا۔ اور ان کا مال سب ہتھیا لیا تھا اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ تمہارا اسلام تو قبول ہے۔ مگر مال کی معافی کا مجھے اختیار نہیں۔) اس کے بعد عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو غور سے دیکھتے رہے۔ اور جب قریش کے پاس واپس گئے۔ تو کہنے لگے۔ کہ لوگو! میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں۔ مگر میں نے ایسے جاں نثار مصاحب کسی بادشاہ کے بھی نہیں دیکھے جب محمدؐ تھوکتے ہیں۔ تو ان کا لعاب تبرک سمجھ کر لوگ اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ اور جب وہ کچھ حکم دیتے ہیں۔ تو دوڑ کر اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں۔ تو ان کے بچے ہوئے پانی کے لئے آپس میں لڑتے ہیں۔ اور جب وہ بات کرتے ہیں۔ تو ان کے صحابہؓ ادب سے خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور تعظیم کے مارے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔ محمدؐ نے صلح کی یہ تجویز بہت اچھی پیش کی ہے تمہیں بھی مان لینی چاہیئے۔

اس پر بنی کنانہ قبیلہ کا ایک شخص بولا۔ کہ یارو اب مجھے بھی محمدؐ کے پاس جانے کی اجازت دو۔ قریش نے کہا۔ اچھا۔ جب یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ یہ ایسی قوم کا آدمی ہے۔ جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اس لئے تم قربانی کے سب اونٹ قطار باندھ کر اس کے سامنے کھڑے کر دو۔ چنانچہ صحابہؓ نے ایسا ہی کیا۔ اور تکبیریں کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ اس شخص نے جب یہ نظارہ دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ سبحان اللہ۔ ان لوگوں کو تو ہرگز کعبہ کی زیارت سے روکنا نہیں چاہیئے۔

یہ کہہ کر وہ تو واپس ہو گیا۔ اور قریش سے کہا۔ کہ میں نے تو وہاں قربانی ہی قربانی کے اونٹ بندھے دیکھے ہیں۔ ان کے گلے میں قلاوے تھے۔ اور ان کے کوہانوں میں قربانی کے نشان کے لئے زخم لگے ہوئے تھے۔ میں تو ہرگز ان لوگوں کو روکنا مناسب نہیں سمجھتا۔

اس کے بعد ایک تیسرا شخص مکرز اٹھا اور اس نے کہا۔ اچھا مجھے محمدؐ کے پاس بھیجو۔ قریش نے کہا۔ اچھا۔ تم بھی ہو آؤ۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر ہی رہا تھا۔ کہ سہیل بن عمرو قریش کی طرف سے چوتھے ایلچی آ گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے نام سے فال لے کر کہا۔ کہ اب ہمارا کام سہل ہو گیا۔ سہیل نے آ کر کہا۔ اے محمدؐ اچھا اب صلح نامہ لکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ اور فرمایا لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا۔ کہ ہم لوگ الرحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے۔ آپ یوں لکھوائیے۔ باسمک اللّٰھم (اللہ کے نام سے) یہی ہمارا پرانا دستور ہے۔ مسلمانوں نے کہا۔ ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھوائیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کاتب سے کہا۔ اچھا لکھدو۔ باسمک اللّٰھم۔ پھر آپ نے فرمایا۔ لکھو یہ وہ تحریر ہے۔ جو محمد رسول اللہؐ نے لکھوائی ہے۔ سہیل نے کہا۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے۔ تو کبھی کعبہ سے نہ روکتے۔ اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ آپ محمد رسول اللہؐ کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھوائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ خدا گواہ ہے۔ میں اس کا رسول ہی ہوں۔ اگرچہ تم نہ مانو۔ پھر کاتب سے کہا۔ اچھا محمد بن عبد اللہ ہی لکھدو۔ مگر اس شرط پر کہ اے قریش تم ہمیں کعبہ کی زیارت سے نہ روکو۔ اور ہمیں طواف کرنے دو۔ سہیل نے کہا۔ یہ بات اس سال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سب عرب کہنے لگیں گے۔ کہ ہم آپ سے ڈر گئے۔ ہاں آئندہ سال آپ کعبہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی منظور کر لیا۔ اور اسی طرح لکھوا دیا۔ پھر سہیل نے کہا۔ یہ شرط بھی ہے۔ کہ ہمارا جو آدمی آپ کے ہاں مسلمان ہو کر چلا جائے اسے آپ ہمیں واپس کر دیں۔ مسلمان بول اٹھے۔ واہ! یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہم ایک مسلمان کو کیونکر مشرکوں کے حوالے کریں گے۔ اسی شرط پر ابھی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ اسی سہیل کا اپنا بیٹا ابو جندل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گیا۔ اس بے چارے کے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ مکہ سے چھپ کر کسی طرح حدیبیہ میں جا پہنچا۔ اور جا کر سیدھا مسلمانوں میں بیٹھ گیا۔ سہیل نے کہا۔ اے محمدؐ۔ بس اس عہد نامہ کی پہلی بات تو یہی ہے۔ کہ میرے لڑکے کو میرے حوالے کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم نے ابھی عہد نامہ پورا لکھا بھی نہیں۔ یہ ابو جندل دستخط ہونے سے پہلے ہی آ گیا ہے۔ سہیل نے کہا۔ پھر ہم کسی طرح آپؐ سے صلح نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اچھا۔ اس خاص آدمی کو تو میری سفارش پر چھوڑ دو۔ باقی تمہاری شرط ہم منظور کر لیتے ہیں۔ سہیل نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کہا۔ اس شخص کو مستثنےٰ کر دو۔ مگر سہیل نے انکار ہی کیا۔ اور کہا۔ میں ہرگز اسے جانے نہ دونگا۔ مکرز نے بھی کہا۔ میری رائے میں تو اسے اجازت دے دی جائے۔ مگر سہیل نے نہ مانا۔

آخر عہد نامہ اسی طرح مرتب ہو گیا۔ ابو جندل نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے مسلمانو کیا تم مجھے مشرکوں کے حوالے کرنے میں راضی ہو۔ حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ اور یہ میرا بدن دیکھو۔ میں نے اسلام کے لئے کیسے کیسے عذاب اور مصیبتیں اور ماریں سہی ہیں۔

یہ حالات دیکھ کر حضرت عمر بے تاب ہو گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے۔ یا حضرت کیا آپ اللہ کے سچے نبیؐ نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بے شک۔ انہوں نے کہا۔ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ بے شک یہ بھی سچ ہے۔ انہوں نے کہا۔ پھر ہم دین کے معاملہ میں ان کافروں سے کیوں دبیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں خدا کا رسول ہوں۔ اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔ (یعنی اس صلح میں کوئی بات خدا کی نافرمانی کی نہیں ہے) اور اللہ ہی میرا مددگار ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ۔ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ ہم کعبہ میں جائیں گے۔ اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں کہا تھا۔ مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال طواف

کریں گے؟ حضرت عمرؓ بولے۔ نہیں اس سال کا تو نام نہیں لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر تسلی رکھو۔ تم ضرور کعبہ میں داخل ہوگے۔ اور اس کا طواف کروگے۔

حضرت عمرؓ کی بے چینی اب بھی دور نہ ہوئی۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے۔ اور ان سے یہی سوال کئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی ان کو وہی جواب دیئے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ اعتراض کرنا میری بڑی ہی غلطی تھی اور اس کی معافی کے لئے میں نے بڑی بڑی عبادتیں کی ہیں۔ خیر جب صلح نامہ تحریر ہوگیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ اٹھو قربانی کر ڈالو۔ اور سر منڈوا دو۔ مگر صحابہ رنج میں اتنے ڈوبے ہوئے تھے۔ کہ ایک بھی نہ اٹھا۔ آپ نے تین دفعہ یہ حکم دیا۔ مگر سب اسی طرح بیٹھے رہے۔ آخر آپ اٹھے۔ اور اپنی بی بی حضرت ام سلمہؓ کو جاکر یہ بات سنائی۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں۔ تو باہر تشریف لے جائیں۔ اور کسی کو کچھ نہ کہیں۔ صرف نائی کو بلاکر اپنا سر منڈوانے لگیں۔ اور اپنے اونٹوں کی قربانی شروع کردیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے۔ اپنے اونٹ ذبح کر ڈالے۔ اور مونڈنے والے کو بلاکر اپنا سر منڈوا دیا۔ جب صحابہؓ نے یہ نظارہ دیکھا۔ تو وہ بھی اٹھے۔ اور اپنے اپنے اونٹ ذبح کئے۔ اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔ پھر نوبت یہاں تک ازدحام ہوا۔ کہ ڈر تھا۔ کسی کے چوٹ نہ آجائے۔ یا کوئی مر جائے۔

پھر آپ کے پاس کچھ عورتیں مسلمان ہوکر آئیں۔ تو آپ پر یہ وحی نازل ہوئی کہ جو عورت مسلمان ہوکر آئے۔ اس کا امتحان لو۔ اور آئندہ مسلمان مرد کسی مشرک عورت کو نکاح میں نہ رکھے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے اپنی دو مشرک عورتوں کو طلاق دے دی۔ ان میں سے ایک نے معاویہ سے اور دوسری نے صفوان سے نکاح کرلیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے آنے کے بعد ابوبصیر نامی ایک شخص قریش مکہ میں سے مسلمان ہوکر مدینہ میں آگئے۔ مکہ والوں نے اپنے دو آدمی ان کے پیچھے پیچھے بھیجے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہلا بھیجا۔ کہ اپنے عہد کے مطابق آپ ابوبصیر کو ہمارے پاس واپس بھیج دیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ وہ دونو کافر ابوبصیر کو لے کر مکہ کو چلے۔ راستہ میں ایک جگہ جب وہ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ تو ابوبصیر نے ان میں سے ایک سے کہا بھئی تمہاری تلوار نہایت اعلیٰ قسم کی معلوم ہوتی ہے۔ اس شخص نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور کہنے لگا۔ واللہ نہایت ہی بڑھیا تلوار ہے۔ میں نے کئی بار اسے آزما کر دیکھا ہے۔ ابوبصیر بولے۔ ذرا مجھے دکھانا۔ اور اس کے ہاتھ سے تلوار لیکر اس شخص کو وہیں قتل کردیا۔ دوسرا آدمی یہ ماجرا دیکھ کر بھاگتا ہوا سیدھا مدینہ پہنچا۔ اور ہانپتا ہوا مسجد کے اندر گھس گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف رکھتے تھے۔ فرمانے لگے کیا ہوا۔ اس نے کہا میرے ساتھی کو ابوبصیر نے راستہ میں مار ڈالا۔ اور اب میرا پیچھا کئے آرہا ہے۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آگئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس معاملہ میں آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ آپ نے تو مجھے کافروں کے حوالے کردیا تھا۔ اب تو میں اپنی ترکیب سے بچ کر آیا ہوں۔ اور اللہ نے مجھے ان سے نجات دے دی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ افسوس تم نے لڑائی کی آگ بھڑکانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اگر ذرا بھی ہم تمہاری حمایت کریں۔ تو جنگ چھڑ جائیگی۔ ابوبصیر یہ سن کر سمجھ گئے۔ کہ اگر اب میں یہاں ٹھیرا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ضرور مجھے پھر کفار کے حوالے کردیں گے۔ اس ڈر سے وہ مدینہ سے نکل سمندر کے کنارہ کی طرف چلے گئے۔ چند روز میں ابوجندل بھی مکہ سے بھاگ کر ان سے جا ملے۔ پھر تو جو کوئی قریش میں سے مسلمان ہوتا۔ وہ سیدھا ابوبصیر کے پاس پہنچتا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کی ایک خاصی جماعت بن گئی۔ اب ان لوگوں نے کیا کرنا شروع کیا۔ کہ جو قافلہ قریش کا شام کی طرف جاتا۔ اس پر جا پڑتے۔ اور مال اسباب لوٹ لیتے۔ اور اس طرح اپنا گذارہ کرتے۔ آخر قریش ان لوگوں سے اتنے تنگ آئے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا۔ اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دلاکر عرض کی کہ آپ ابوبصیر کو ان باتوں سے منع کر بھیجیں۔ بلکہ ان سب لوگوں کو اپنے پاس ہی بلا لیں۔ اب ہماری طرف سے عام اجازت ہے۔ کہ کوئی بھی آدمی قریش کا مسلمان ہو۔ اسے آپ بے شک مدینہ میں رہنے دیں۔ ہم اسے واپس نہیں مانگیں گے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کی جماعت کو بلا بھیجا۔ اور وہ لوگ مدینہ آگئے۔ خود ابوبصیر آپ کے اس حکم سے کچھ دن پہلے فوت ہوچکے تھے۔

پتہ تجارت

ذیل کے موصی صاحبان اپنے پتہ سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ ان کی وصیت کے سلسلہ میں پتہ کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کو کسی موصی کے پتہ کا علم ہو۔ تو مہربانی کرکے وہ بھی اس موصی کے پتہ سے دفتر کو اطلاع دیکر ممنون فرماویں۔

(۱) شیخ محمد شفیع صاحب ولد شیخ محمد رمضان صاحب امرتسری وصیت ۲۵۹۳ (۲) منشی محمد اکرام صاحب ولد میاں الہ دین صاحب سکنہ خودپور ضلع لاہور وصیت ۲۱۲۳ (۳) چودھری اللہ بخش صاحب ولد چودھری بنتہ صاحب سکنہ موضع رام گڑھ وصیت ۱۵۸۱ (۴) عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ غلام محمد خان صاحب دولمیال ضلع جہلم وصیت ۳۳۱۴ (باقی)

(سکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم

(از مکرم میاں عبد الغنی صاحب)

قرآں کا خط و خال ہیں آقائے نامدار
مقصودِ ہر بلال ہیں آقائے نامدار

پروانۂ رسولؐ ہے ہر مردِ حق شناس
اک شمعِ ذوالجلال ہیں آقائے نامدار

ہو جن کے سامنے مہِ کنعاں بھی داغدار
وہ بدرِ خوش جمال ہیں آقائے نامدار

آئینۂ صفاتِ الٰہی ہیں سر بسر
ماہتابِ لم یزال ہیں آقائے نامدار

کافور شکل ہوگئیں ظلماتِ لیلِ شرک
اک مہرِ ذوالجلال ہیں آقائے نامدار

افلاک اتقاء کے کواکب ہیں انبیاءؑ
خورشیدِ لازوال ہیں آقائے نامدار

معمورِ انبساط ہیں ایماں کے میکدے
اک عید کا ہلال ہیں آقائے نامدار

ہر سو سے کھنچ کے آگئے عرفاں کے تشنہ کام
کیا چشمۂ زلال ہیں آقائے نامدار

قوسین کا مقام میسر ہوا جنہیں
وہ رمزِ اتصال ہیں آقائے نامدار

ہر بات لاجواب ہے ہر کام بے نظیر
گلدستۂ کمال ہیں آقائے نامدار

کفار بھی یہ کہہ اٹھے بے ساختہ غنی
تخلیقِ بے مثال ہیں آقائے نامدار

چنیوٹ میں جلسۂ سیرت النبیؐ

۲۰ نومبر ۱۹۵۳ء کو جماعت احمدیہ چنیوٹ ضلع جھنگ کا جلسہ سیرۃ النبیؐ زیر صدارت مرزا محمد شریف بیگ صاحب امیر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب ماسٹر محمد سعداللہ صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے متعلق نہایت سلیس اور عام فہم مگر دلچسپ پیرایہ میں اہم واقعات حاضرین جلسہ کے ذہن نشین کرائے۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر محمد نور الٰہی صاحب ایم۔ ڈی۔ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدنی زندگی کے حالات اختصار کے ساتھ سامعین کے سامنے پیش فرمائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ جلسہ بعد دعا اختتام پذیر ہوا۔ (سیکرٹری)

کمشنوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں

(۱) پاکستانی فوج میں باقاعدہ کمشنوں کے 11th J.S.P.T.S course کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں امیدواروں کا انگریزی جنرل نالج اور ریاضی میں امتحان ہوگا۔ امیدوار کی تاریخ پیدائش ۱۵-۱۲-۳۳ و ۱۶-۱۲-۳۷ کے درمیان ہونی لازم ہے۔ نیز میٹرک پاس ہونا شرط ہے۔ قواعد اور فارم درخواست نزدیک کے دفتر بھرتی سے طلب کریں۔ درخواست بنام جنرل ہیڈ کوارٹرس اے۔ جی برانچ او آر جی ۳ تک ۱۵-۱۲-۵۳ پہنچنی لازم ہے۔ (ملاحظہ ہو سول ملٹری مورخہ ۱۱-۱۱-۵۳)

(۲) آرڈیننس فیکٹریوں میں ملازمت کے لئے سائنس کے گریجوایٹوں سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ جن کو اندرون ملک اور ولایت میں سرکاری خرچ پر تربیت دلائی جائیگی۔ عمر ۱-۱۲-۵۳ کو ۱۸ و ۲۵ سال کے درمیان ہونی لازم ہے۔ درخواست بنام ڈائرکٹر آرڈیننس فیکٹریز۔ ۲۱ وکٹوریہ بیرکس راولپنڈی ۵-۱۲-۵۳ تک پہنچنی لازم ہے۔ (سول لاہور ۱۱-۱۲-۵۳)

(۳) R.P.A.F. Public School Lower Topa اس کا اگلا کورس ۱۵-۲-۵۴ کو شروع ہوگا۔ فوجی ٹریننگ کے ساتھ ساتھ لڑکے امتحان میٹرک کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ ۱۱ سے ۱۲ سال عمر والے ششم پاس لڑکوں کا امتحان انتخاب ۱۵-۱۲-۵۳ کو ہوگا اور ۱۲ سے ۱۳ سال عمر والے ہفتم پاس لڑکوں کا امتحان انتخاب ۱۶-۱۲-۵۳ کو ہوگا۔ اور ۱۳ سے ۱۴ سال عمر والے ہشتم پاس لڑکوں کا امتحان انتخاب ۱۷-۱۲-۵۳ کو ہوگا۔ درخواست نزدیک کے دفتر بھرتی R.P.A.F میں ۱۲-۱۲-۵۳ تک پہنچنی لازم ہے۔ فارم درخواست و قواعد کی نقول ہر ایک دفتر سے ملتی ہیں۔ (سول لاہور ۱۶-۱۱-۵۳)

(نظارت تعلیم و تربیت ربوہ)

تحریک جدید میں شمولیت کے متعلق تین اہم ہدایات

(۱) "گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا۔ کہ خلیفۂ وقت نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔"

(۲) "میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئیگا۔ اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اُس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(۳) "ہم تو جب بھی کوئی بات کہیں گے محبت اور پیار سے ہی کہیں گے اور اگر اس سے کوئی یہ استدلال کرتا ہے۔ کہ حکم نہیں تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایسے احکام دنیا نہ تو ہمارے اختیار میں ہے۔ اور نہ ہی ہم ایسے احکام کے نفاذ کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگ جو حکم تلاش کرتے ہیں۔ وہ اس جماعت میں داخلہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ فائدہ وہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جو محبت کے تعلق کو قائم رکھے۔ اور یہ نہ دیکھے کہ کوئی بات حکماً کہی گئی ہے بلکہ صرف یہ دیکھے کہ جس سے پیار ہے اُسکی بات کو وزن دینا ضروری ہے اور اُسکے نقش قدم پر چلنا لازمی ہے۔"

پس اے جماعت کے خوش نصیب مجاہدو! اپنے آقا کی فرمودہ تینوں باتوں کو اچھی طرح پڑھ لو پوری طرح سوچ لو۔ اور پیشتر اس کے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ماہ کے آخر میں اپنے جان نثار اور محبت رکھنے والے غلاموں سے اگلے سال کے لئے قربانیوں کا مطالبہ فرمائیں۔ اس رنگ میں اپنے خادمانہ اور عاشقانہ جذبات دکھلانے کی تیاری کر لو۔ کہ پیارے آقا کے لبوں کی جنبش کے ساتھ ہی والہانہ لبیک سے آسمان پر فرشتوں کو اور زمین پر مخلوق کو حیرت میں ڈال دو اور کوشش کرو۔ کہ کوئی جماعت میں داخل ہونے والا بھائی شمولیت سے محروم نہ رہ جائے۔

اے بلاں بکوشید۔ ورا ئے حق بجوشید۔

(وکیل المال ثانی تحریک جدید۔ ربوہ)

پہلا انیس ۱۹ سالہ دور ختم ہو رہا ھے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے منشاء الٰہی کے ماتحت تحریک جدید کا پہلا انیس ۱۹ سالہ دور نومبر ۱۹۳۴ء میں شروع کیا تھا۔ جس سے بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا جال بچھایا گیا۔ وہ پہلا دور ختم ہو رہا ہے۔ جن مومنوں نے اس میں متواتر بلاناغہ انیس سال تک اشاعت اسلام میں مدد کی ہے۔ ان کے تام مع اُن کی انیس سالہ مدد کے ایک رسالہ میں شائع کئے جائیں گے۔ آپ اگر دور اول کے مجاہد ہیں تو اپنے حساب کا محاسبہ کیجئے کہ انیس سال میں سے کوئی سال خالی تو نہیں یا کسی سال کا بقایا تو نہیں۔ اگر ہو۔ تو اسے بھی پورا کر لیں۔ آپ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے صدیوں کے بعد یہ موقعہ عطا فرمایا ہے۔

نہ صرف پاکستانی جماعتیں اور ان کے احباب فوری توجہ کر کے اپنا نام فہرست میں درج کرا لیں بلکہ بیرونی ممالک کے احباب بھی توجہ کریں۔ ان کو ایک چٹھی کے ذریعہ اطلاع بھی کی گئی ہے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

موصی صاحبان کی خدمت میں

جن موصی صاحبان کے ذمہ حصہ آمد کا بقایا ہے۔ اُن کی توجہ اس طرف مبذول کروائی جاتی ہے کہ قاعدہ نمبر ۸۹ ب میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جن احباب کے ذمہ وصیت کا چندہ چھ ماہ سے زیادہ عرصہ کا ہو۔ اُن کی وصایا منسوخ کر دی جاتی ہیں۔ اس لئے بقایا دار احباب وصیت منسوخ ہونے سے پہلے پہلے کوئی معین قسط مقرر کرا لیں یا معین عرصہ کے لئے اپنے حالات مجبوری کو ظاہر کر کے اجازت حاصل کر لیں ورنہ مجبوراً چھ ماہ سے زیادہ بقایا دار ان کی وصایا منسوخ کر دی جائیں گی پھر ان کو افسوس نہ ہو۔ اگر وصیت منسوخ ہو گئی۔ تو پھر ان سے کسی قسم کا چندہ نہ لیا جائے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اگر وہ بقایا ادا نہیں کر سکتے۔ تو خود لکھ کر وصیت منسوخ کرا لیں تاکہ خلاف ورزی عہد کے ملزم نہ بنیں۔ اور چندہ نہ لئے جانے کی برکات سے بھی بچ جائیں۔ کیونکہ ایک عہد کر کے اُس کو پورا نہ کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

پتہ مطلوب ھے

چوہدری روشن الدین صاحب موضع ڈھاگرہ چک نمبر ۹۰ ڈاکخانہ رحیم یار خان ریاست بہاولپور کا موجودہ پتہ مطلوب ہے۔ جو دوست ان کے موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو آگاہ فرما دیں۔ یا اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں۔ تو اپنے ایڈریس سے اطلاع دیں۔

(نظارت بیت المال ربوہ)

ولادت

مورخہ ۹ــــ ۵ــــ ۵۲ء بفضل خدا میرے بھائی چوہدری محمد اسحٰق صاحب بمقام لیہ ضلع مظفر گڑھ کے ہاں پہلا لڑکا ۳ پیدا ہوا ہے۔ احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین بنانے اور نیز لمبی عمر ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ (محمد ابراہیم مجرد دفتر وصیت ربوہ)

(۲) برادرم مکرم ڈاکٹر رشید احمد ارشد کو اللہ تعالیٰ نے مدت کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم مولود کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے نیز دین و دنیا میں کامیاب کرے۔ اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ (انعام اللہ چودھری، محلہ اراضی یعقوب شہر سیالکوٹ)

(۳) ہماری جماعت کے سیکرٹری [illegible] مرزا سراج الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تین بچیوں کے بعد ۱۵ــــ ۵ کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ دوست نومولود کی اقبالمندی اور صحت و سلامتی کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار مرزا محمد حسین واقف زندگی چک ۵۳ ضلع گجرات)

درخواستہائے دعا

خاکسار بخار سے بیمار ہونے کے باعث بہت کمزور ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ (ایم عبد الغفور احمدی مدرس رحیم یار خان ریاست بہاولپور) (۲) میری اہلیہ عرصہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ تمام احباب جماعت و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے۔ (غلام نبی از بہاول نگر ریاست بہاولپور)

(۲) میری اہلیہ عرصہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ تمام احباب جماعت و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے۔ (غلام نبی از بہاول نگر ریاست بہاولپور)

(۳) حکیم عبد العزیز صاحب فیروز پوری حال نیلہ گنبد لاہور گذشتہ جمعہ کے روز نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد واپس جا رہے تھے۔ کہ اچانک ایک حادثہ سے شدید زخمی ہو گئے۔ بہت سی چوٹیں آئیں۔ میو ہسپتال لاہور میں داخل کرایا گیا ہے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ از جلد عطا فرمائے۔ اللّٰہم آمین (غلام محمد ثالث)

(۴) مجھے آج کل ایک مشکل درپیش ہے۔ احباب میرے لئے دعا فرمائیں۔ (چوہدری عبد العزیز انجمن احمدیہ مری روڈ راولپنڈی) (۵) بندہ آج کل مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ اس لئے تمام بزرگان جماعت و صحابہ کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ (مقبول احمد بھٹی محکمہ نہر کینال کالونی میانوالی)

(۶) میری ہمشیرہ ایک عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے درد دل سے دعا فرمائیں۔ (خاکسار محمد لطیف احمدی از لاہور) (۷) میری والدہ محترمہ بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (محمد حمید از رتن باغ لاہور)

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی کاروائی

خواجہ نذیر احمد کے بیان کا بقیہ حصہ

گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں سول اینڈ ملٹری گزٹ کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے چیئرمین خواجہ نذیر احمد صاحب کے بیان کے دو حصے درج کئے جا چکے ہیں۔ اس کا باقی حصہ درج ذیل ہے:-

نیا اخبار:—

سوال:- کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ دولتانہ وزارت کے مستعفی ہونے اور موجودہ وزارت کے عہدہ سنبھال لینے کے بعد آپ نے نئی وزارت کی منظوری اور اس کے کہنے پر روزنامہ "ملت" جاری کیا۔ تاکہ دولتانہ وزارت کی مذمت کی جائے۔ اور دولتانہ نے جن زرعی اصلاحات کو نافذ کیا تھا۔ ان کے خلاف مہم جاری کی جائے۔ اسی کی بناء آپ کی اس امید پر تھی۔ کہ نئی وزارت آپ کے اخبار کی حمایت کرے گی؟

جواب نہیں۔

سوال:- ازراہ کرم "سول اینڈ ملٹری گزٹ" اور ملت کے ان مقالات کو دیکھئے۔ دستاویز ڈی-ای ۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷ اور ۱۷۸ کیا ان میں سابقہ وزارت کی نافذ کی ہوئی زرعی اصلاحات پر نکتہ چینی نہیں کی گئی ہے؟

جواب:- سوائے دفتر کے انتظامی شعبہ کے خیالات کی ترجمانی نہیں کرتے۔ میں ان مقالات کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ ایڈیٹر اس مقالے کا ذمہ دار ہے۔ جو اس نے خود لکھا ہو۔ لیکن ان مقالات کی ذمہ دار نہیں جو دوسرے لوگوں نے اپنے نام سے یا نام کے بغیر لکھے ہوں۔ ان مقالات کے رجحانات کے متعلق نتائج اخذ کرنا عدالت کا کام ہے۔

سوال:- کیا آپ موجودہ وزارت کے حامی اور معزول وزارت کی مذمت کرنے والے نہیں ہیں؟

جواب:- اس بات کی کوئی ایسی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ مسٹر دولتانہ میرے ایک بہت ہی عزیز ذاتی دوست کے صاحبزادے ہیں۔

س:- کیا آپ کو علم ہے یا نہیں کہ آپ کے اخبار میں کیا شائع ہوتا ہے؟

ج:- ہر روز کا نہیں۔

س:- کیا "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کی پالیسی موجودہ وزارت کے حق میں اور سابقہ وزارت کے خلاف ہے؟

ج:- اخبار کی پالیسی آئینی طور پر قائم ہونے والی حکومت کی حمایت کرنا ہے۔

س:- کیا معزول وزارت کی مذمت کرنا بھی آپ کے اخبار کی پالیسی کا ایک حصہ ہے؟

ج:- نہیں۔

س:- میں آپ سے کہتا ہوں کہ سابقہ وزارت کی معزولی کے بعد سول اینڈ ملٹری گزٹ اور "ملت" کی متواتر یہ پالیسی رہی ہے۔ کہ سابقہ وزارت کی مخالفت کی جائے؟

ج:- نہیں۔

س:- کیا سابقہ وزارت کی زرعی اصلاحات اور اس وزارت کے دوبارہ برسر اقتدار آنے کی مخالفت کرنا آپ کے دونوں اخبارات کی پالیسی کا ایک جزو نہیں ہے؟

ج:- ان اخبارات کی پالیسی صرف یہ ہے کہ حکومت کی حمایت کی جائے اور صوبے اور مرکز کے درمیان کسی تنازع کی صورت میں مرکز کی حمایت کی جائے۔ دوسرے معاملات میں پالیسی وضع کرنے کا کام خود ایڈیٹروں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ میں "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کا صدر ہوں۔ اور ۶۳ روپے فی حصہ کی مالیت کے تقریباً چوبیس ہزار حصوں میں سے تیئس ہزار میری ملکیت ہیں۔

مالی امور:-

کیا آپ ان پرچوں کی پالیسی اپنے ذاتی نظریات کے مطابق ڈھالنے کے مشتاق نہیں ہیں؟

ج:- نہیں۔

س:- آپ اخباری آدمی کن معنوں میں ہیں جب آپ اخباروں کی پالیسی ایڈیٹروں کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے۔ کہ ان میں روزانہ کیا چھپتا ہے؟

جواب:- میں اس ادارے کے مالی امور کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔ سرمایہ بہم پہنچاتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ پرچوں کی پالیسی کے متعلق بعض امور کا فیصلہ بھی میں ہی کرتا ہوں۔

س:- کیا آپ سابق وزیر اعظم کے ذاتی دوست تھے؟

ج:- میں اس کا جواب ہاں میں نہیں دونگا۔

س:- اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی؟

ج:- میں ان کا دوست ہوں۔

س:- جب وزیر اعظم کی طرف سے آپ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے آپ کو خواجہ نذیر احمد کی حیثیت سے بلایا تھا یا ایک اخباری آدمی کی حیثیت سے؟

ج:- اس کا جواب وزیر اعظم دے سکتے ہیں۔

س:- کیا آپ کے پرچے کے متعلق بھی ان سے بات چیت ہوئی تھی؟

ج:- شاذ ہی۔

س:- کیا انہوں نے سیاست پر گفتگو کی؟

ج:- ہاں۔

س:- کیا آپ نے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سے کسی قسم کی ملاقات کی یا پرچے کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے؟

ج:- میں میرٹ نو دھم کے خلاف ایک شکایت لے کر ان کے پاس گیا تھا۔

س:- آپ گورنر کے پاس کس حیثیت سے گئے؟

ج:- میں خود ان کے پاس نہیں گیا۔ بلکہ انہوں نے مجھے بلایا تھا۔

میں خود میجر جنرل اعظم کے پاس ربوہ جانے کے لئے اسکاؤٹ کی درخواست لے کر گیا تھا۔ اس کے دو تین بعد گورنر نے مجھے بلایا اور بتایا۔ کہ اسکاؤٹ کے معاملہ میں کس قسم کی سہولتیں دی جا سکتی ہیں۔

س:- اس موقع پر گورنر نے کچھ اور بھی کہا تھا؟

ج:- جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ گورنر نے کہا تھا۔ کہ دولتانہ کے مشیر برے ہیں۔

س:- گورنر نے آپ کو کس حیثیت سے بلایا تھا؟

ج:- اس کا علم گورنر کو ہونا چاہیئے۔

س:- کیا آپ گورنر سے پہلے ملے تھے؟

ج:- ہاں۔

سوال:- کیا "سول اینڈ ملٹری گزٹ" ۱۹۵۳ء تک دولتانہ وزارت کی مسلسل اور پرجوش حمایت نہیں کرتا رہا؟

ج:- یہ اخبار اسی پالیسی پر گامزن تھا جس کا تذکرہ میں نے ابھی کیا ہے۔

س:- میں آپ سے یہ کہتا ہوں۔ کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ ذیل کی باتوں میں دولتانہ وزارت کے برخاست ہونے تک اس کی حمایت کرتا رہا ہے

(۱) زرعی اصلاحات

(۲) انسداد رشوت ستانی

(۳) تحریک ختم نبوت کے متعلق وزارت کا رویہ

(۴) دولتانہ کی صدارت میں تحریک مسلم لیگ کا انتظام

(۵) عہد اقتدار میں دولتانہ وزارت کی کامیابی۔

میں آپ کی توجہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۳ء کے بعد کے پرچوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے یہ کہتا ہوں۔ کہ ان میں سے ہر ایک معاملے میں آپ کے اخبار دولتانہ وزارت کی پالیسی اور پارٹی پروگرام کی مسلسل مذمت کر رہے ہیں۔ کیا آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔ کہ دولتانہ وزارت کے مستعفی ہونے کے بعد آپ کے اخبارات نے دولتانہ کے خلاف معاندانہ رویہ اختیار کر لیا ہے۔ اور یہ چیز آپ کے ذاتی نظریات کی بھی آئینہ دار ہے؟

ج:- کیا آپ ان دو پرچوں میں کوئی ایک مضمون دکھا سکتے ہیں۔ جن میں تحریک ختم نبوت کی حمایت کی وجہ سے دولتانہ وزارت کی تعریف کی گئی ہو۔ یا تحریک ختم نبوت کے خلاف ہونے کی بناء پر اس کی مذمت کی گئی ہو؟ اسی طرح کیا آپ کسی ایک بھی ایسے مضمون کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ جس میں دولتانہ وزارت کے بدعنوان ہونے کی تعریف کی گئی ہو۔ یا بدعنوانی کی مخالفت کرنے پر مذمت کی گئی ہو۔ دوسرے امور کے متعلق بھی میرا جواب یہی ہے۔

س:- آپ صحیح طور پر نہیں سمجھے کہ میں آپ سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ خیال کے طور پر جب سابق وزارت قائم تھی۔ تو آپ نے صوبہ سے رشوت ستانی ختم کرانے کے متعلق اس کی جدوجہد کو سراہا تھا۔ لیکن وزارت کے مستعفی ہو جانے کے بعد سے آپ اس کی مذمت کر رہے ہیں۔ کہ صوبہ سے رشوت ستانی کو دور کرنے کے لئے اس نے کچھ نہیں کیا۔

ج:- یہ درست نہیں۔ ایک حکومت خود بھی رشوت خور ہو سکتی ہے۔ اور دوسروں کی رشوت خوری کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔

مسٹر یعقوب علی خان نے دستاویز ڈی-ای ۱۷۹ سے کر دستاویز ڈی-ای ۱۸۸ تک اس مرحلہ پر عدالت کے ریکارڈ پر رکھوائی۔

سوال:- کیا آپ کے موجودہ وزارت سے ممنون ہونے کی کوئی خاص وجوہ ہیں؟

ج:- بالکل نہیں۔

حصوں کی خریداری:-

س:- آپ نے ڈالمیا سمنٹ دینڈ پارٹنرز لمیٹڈ کے حصوں کے فروخت کے سلسلہ میں کیسے سودا کیا؟

ج:- نومبر ۱۹۴۹ء میں کسی وقت

س:- کیا اس کے متعلق فروخت کی کوئی دستاویز ہے؟

ج:- حصوں کی فروخت کے معاملہ میں کبھی کوئی دستاویز نہیں ہوا کرتی۔

س:- فروخت کی شرائط کے متعلق کوئی خط وکتابت؟

ج:- ایسی شرائط کے متعلق کوئی خط وکتابت جس کا میں انکشاف کر چکا ہوں۔ مسٹر جسٹس طیب جی نے حکومت پاکستان کے لاء سیکرٹری کی حیثیت سے اور مسٹر جسٹس ایس اے رحمان نے کسٹوڈین کی حیثیت سے سودے کا جائزہ لیا تھا۔ اور موخر الذکر نے سول اینڈ ملٹری گزٹ لمیٹڈ کے متعلق یہ بتانا تھا۔ کہ یہ متروکہ جائداد ہے کہ نہیں۔ دونوں اصحاب نے یہ رپورٹ کی۔ کہ میرا حق ملکیت غیر مشتبہ ہے۔ اور یہ ادارہ غیر متروکہ جائیداد ہے۔ بعد میں دونوں حکومتوں کی طرف سے عدالت میں یہ بیان دیئے گئے کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا ادارہ متروکہ جائیداد نہیں ہے۔

س:- میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ چونکہ حصوں پر آپ کا حق ملکیت مشکوک ہے۔ اس لئے آپ کی یہ پالیسی ہے۔ کہ جو حکومت بھی برسر اقتدار ہو۔ اس کی حمایت کی جائے۔ تاکہ حصوں پر آپ کے حق ملکیت کی درستی کا محاسبہ نہ کیا جائے؟

ج:- میں نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ میرا حق ملکیت بالکل غیر مشتبہ ہے۔ جس کا جائزہ دو ماہرین قانون نے لیا

س:- کیا آپ نے متروکہ جائداد کے آرڈیننس کی دفعہ ۷ کے تحت ڈیکلریشن لیا ہے؟

ج:- قانون اس قسم کے ڈیکلریشن کا تقاضا نہیں کرتا۔ یہ جائداد منفقہ تھی۔ اور ایسے لوگوں کی ملکیت تھی۔ جو کبھی پاکستان میں رہتے ہی نہیں تھے۔

اس کے بعد وہ کہہ جاتا ہو نہیں۔

س :۔ آپ نے بتایا ہے۔ کہ سردار عبد الرب نشتر دولتانہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ اس کے متعلق آپ کے پاس کیا دلائل ہیں؟

ج :۔ جب بنیادی اصول کی رپورٹ دستور ساز اسمبلی میں پیش کی گئی۔ تو میں نے "ڈان" میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ سردار عبد الرب نشتر پنجابیوں کے مفاد سے غداری کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ پنجاب ہی کے نمائندہ ہیں۔ میں نے اخبار میں ان کا نام تو نہیں لیا تھا۔ لیکن اس مضمون سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ روئے سخن سردار عبد الرب نشتر کی طرف ہے۔ ان کے خلاف میرا الزام یہ تھا۔ کہ وہ مجلس قانون ساز میں پنجاب کی نشستیں کم کرنے اور مشرقی بنگال کو مردم شماری کی ایک غیر معتبر رپورٹ کی بناء پر تناسب آبادی سے زیادہ نشستیں دینے پر راضی ہو گئے تھے۔

جب خواجہ ناظم الدین اور سردار نشتر بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ پر تبادلہ خیالات کرنے لاہور آئے۔ تو وکیلوں کا ایک وفد ان سے ملنے گیا۔ میں بھی اس وفد کا ایک رکن تھا۔ دوران گفتگو میں سردار عبد الرب نشتر نے مجھے تخلیہ میں آنے کو کہا۔ میں یہ واقعہ مجھ پر جرح کرنے والے صاحب سر یعقوب علی خان کی موجودگی کا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں میز سے اٹھ کر باہر آئے تب سردار نشتر نے مجھے بتایا۔ کہ میں نے "ڈان" میں ان کے خلاف جو الزام لگایا ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی نہیں۔

انہوں نے کہا۔ کہ مسٹر دولتانہ ہی تھے۔ جو پنجاب کے لئے کم نشستوں پر متفق ہوئے تب میں نے ان سے پوچھا۔ کیا یہ تو صحیح اس لئے ہے کہ آپ نائب وزیر اعظم بننا چاہتے ہیں اور مسٹر دولتانہ وزیر اعظم بن جائیں؟ انہیں کوئی موزوں جواب نہ سوجھا۔ وہ مجھ سے بددل ہو گئے۔ اور واپس میز پر آ گئے۔ بہرحال میں بھی وہیں چلا گیا۔

س :۔ جب آپ نے یہ کہا کہ آپ کا اخبار مرکزی حکومت کی حمایت کر رہا تھا۔ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے تھے۔ کہ اس کی حمایت خواجہ ناظم الدین کی ذات کے لئے تھی؟

ج :۔ نہیں۔

س :۔ جب تک خواجہ ناظم الدین اپنے عہدے پر فائز تھے۔ کیا آپ اس وقت تک ان کی تعریف کرتے رہے ہیں؟

ج :۔ نہیں۔ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ اخبار کی پالیسی مرکزی حکومت کی حمایت کرنا تھی۔

س :۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ خواجہ ناظم الدین اپنے عہدے سے ہٹ گئے۔ تو آپ کے اخبار نے ان کے خلاف لکھنا شروع کر دیا؟

ج :۔ یہ میرے لئے تو ماننے کی بات نہیں

س :۔ کیا یہ درست نہیں۔ کہ لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ اور خواجہ ناظم الدین کی ...

آپ نے مسٹر دولتانہ کے خلاف مہم شروع کر دی؟

ج :۔ نہیں۔

س :۔ کیا وزیر اعظم کی لاہور میں آمد کی تاریخ کے لگ بھگ آپ نے ایک شخص کو جو اس وقت عدالت میں بھی موجود ہے۔ یہ نہیں کہا تھا۔ کہ آپ چاہتے ہیں۔ مسٹر دولتانہ وزارت کو چھوڑ دیں۔ اور نئی وزارت کے لئے جگہ خالی کر دیں؟

ج :۔ مجھے کچھ یاد سا پڑتا ہے۔ کہ میں اور مجھ پر جرح کرنے والے مسٹر یعقوب علی خان اس بات پر متفق تھے۔

س :۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ آپ کو میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ کی گفتگو جماعت اسلامی کے وکیل چودھری نذیر احمد سے ہوئی تھی؟

ج :۔ مجھے جرح کرنے والے کے ساتھ اپنی گفتگو کے بارے میں غلط فہمی نہیں ہوئی۔ لیکن یہ بھی درست ہے۔ کہ ان دنوں میری چودھری نذیر احمد سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ اور انہیں مسٹر دولتانہ کی وزارت سے علیحدگی کا یقین تھا اسی موضوع پر بھی میں نے چودھری نذیر احمد کو کچھ تجویزیں پیش کی تھیں

س :۔ کیا آپ نے تحقیقاتی عدالت کی طرف سے وہ نوٹس دیکھا تھا۔ جس میں کہا گیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص مذکورہ موضوعات سے متعلقہ امور کے بارے میں کچھ کہنا چاہئے۔ تو وہ تحقیقاتی عدالت کے سیکرٹری کو مطلع کرے؟

ج :۔ نہیں میں کوئٹہ میں تھا۔

س :۔ کیا آپ اس عدالت کی کارروائی پڑھتے رہے ہیں۔

ج :۔ نہیں

س :۔ کیا یہ کارروائی "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں چھپتی رہی ہے؟

جواب :۔ کارروائی "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں چھپتی رہی ہے۔ لیکن میں اخبار باقاعدگی سے نہیں پڑھتا۔ مجھے جب یہ معلوم ہوا۔ کہ مولانا مودودی نے اپنے تحریری بیان میں میرے خلاف عدالت کو ایک جھوٹی بات کہی ہے۔ تو میں نے عدالت کو خط لکھا۔ مجھے تحقیقات سے بالکل دلچسپی نہیں تھی۔ اس تحقیقات کے لئے جماعت اسلامی کی طرف سے مجھے وکیل کرنے کے سوال پر مسٹر سعید ملک سے بات ہوئی تھی۔ لیکن میں نے کہا تھا۔ کہ وہ چیک بک کے ساتھ میرے پاس آئیں۔ تاکہ اگر کوئی فیصلہ ہو جائے۔ تو میرے نام پر فوراً چیک کاٹ دیا جائے۔ جب میں نے خط (دستاویز ڈی۔ای ۱۵۰) لکھا۔ تو دوسرے معاملات کے متعلق میری گواہی کی اہمیت میرے سامنے نہیں تھی۔ اسی وقت مجھے صرف یہ خیال تھا۔ کہ مولانا مودودی نے مجھ پر جو الزام لگایا ہے۔ وہ غلط ہے ...

کرنا چاہیے۔

سوال :۔ کیا آپ نے ان دوسرے معاملات کا کسی سے ذکر کیا تھا۔ جن کا آپ نے آج اظہار کیا ہے؟

جواب :۔ میں ان کے متعلق ہر ایک سے بات کرتا رہا ہوں۔

سوال :۔ کیا آپ نے حکومت پنجاب کے وکیل سے بھی اس کا ذکر کیا تھا؟

جواب :۔ ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے کیا ہو۔ لیکن مجھے اس کے متعلق یقین نہیں۔

—— جموں ۲۲ نومبر۔ حکومت کشمیر کے دفاتر عنقریب سرینگر سے جموں منتقل ہو رہے ہیں ۔ہر پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ نے مطالبہ کیا ہے کہ اگر بخشی حکومت نے حالات کو بہتر بنانے کے لئے اقدام نہ کیا۔ تو وہ ایک مہم شروع کرنے پر مجبور ہوں گے۔

تاریخ سلسلہ کے متعلق ایک نادر کتاب

اصحاب احمد جلد دوم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا جو مفصل تذکرہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان شائع کر رہے ہیں۔ یہ کتاب اس کی دوسری جلد ہے جس میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس آف مالیرکوٹلہ کی مفصل سوانح عمری کے علاوہ گیارہ مختلف صحابہ کے حالات بھی درج ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود، حضرت خلیفہ اول، حضرت مصلح موعود، حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کے غیر مطبوعہ خطوط بھی موجود ہیں۔ سلسلہ کی اکثر مقتدر بزرگ ہستیوں نے اس کتاب کی تصنیف میں مصنف کی مدد فرمائی ہے۔ صفحات ۵۰۰۔ قیمت فی جلد چھ روپے علاوہ محصولڈاک

پتہ

شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی۔ ۳ رام گلی لاہور

حضرت امام جماعت احمدیہ کا

پیغام احمدیت

گجراتی اور اردو میں

کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

قومی ادارہ کی سرپرستی فرمائیے

کراچی سے

کپڑا۔ سلک یارن۔ اجناس۔ کریانہ۔ لوہا۔ اور دیگر سامان

کی خرید و فروخت کیلئے

یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی

(کھوڑی گارڈنز کراچی۔ پوسٹ بکس ۴۴۳۰)

کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ منڈی کے مروجہ اصول کے مطابق روپیہ کی سہولتیں دی جائیں گی۔

(وکیل التجارت۔ تحریک جدید ربوہ)

تحقیقاتی عدالت میں

مولانا مودودی صاحب کا بیان اور صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ

کتابی صورت میں

وکالت تجارت تحریک جدید ربوہ سے طلب فرمائیں

قیمت فی کاپی پندرہ آنے

(وکیل التجارت تحریک جدید ربوہ)

تریاق اٹھرا: حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں: فی شیشی ۲½ روپے: مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے: دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ لاہور

پاکستانی دستور پر پنڈت نہرو کے خدشات درست نہیں ہیں

وزیر قانون بروھی کا بیان

کراچی ۲۲ نومبر۔ پاکستان کے وزیر قانون و پارلیمانی امور مسٹر اے کے بروہی نے بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو کے اس الزام کو غلط بتایا ہے کہ پاکستان کا آئین فرسودہ اور جمہوری اصولوں کے خلاف ہوگا۔ مسٹر بروہی نے پنڈت نہرو کے اس بیان پر بھی اعتراض کیا ہے کہ پاکستان میں مسلسل کشیدگی اور مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ ایسی کوئی بات پاکستان میں نہیں پائی جاتی۔ پاکستان کا اندرونی خلفشار بھی سرحد کے اس پار کے واقعات کا اثر ہے۔

پنڈت نہرو کو پاکستان میں جہاجرین کی آمد کے سلسلہ کو روکنے میں زیادہ اثر سے کام لینا چاہیئے۔

مسٹر بروہی نے ایک طویل بیان میں پاکستانی آئین کی حمایت کرتے ہوئے اپنے دلائل کی تائید کے طور پر متعدد مثالیں پیش کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مجوزہ آئین کے بارے میں جو نکتہ چینی کی گئی ہے۔ وہ آئین کی دفعات سے لاعلمی اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ بنیادی اصولوں کی رپورٹ کی بہت سی سفارشات گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی موجودہ دفعات سے لی گئی ہیں۔ آئین کی وفاقی حیثیت عدلیہ کی برتری اور یونٹوں وصوبوں کے آئینی تعلق سے ظاہر ہے۔ یہ عناصر جو کسی بھی وفاقی آئین کا جزو ہوتے ہیں۔ دنیا کے کسی وفاقی آئین سے مختلف نہیں ہیں۔ پاکستان کے مجوزہ آئین میں بنیادی طور پر مشہور دفعات شامل کی گئی ہیں۔ جن کو ماہرین آئین نے تسلیم کیا ہے۔ یہ دفعات کناڈا اور بھارت کے آئین اور پاکستان کے مجوزہ آئین میں شامل کی گئی ہیں۔ پاکستان کے مجوزہ آئین کا دوسرے وفاقی آئین سے صرف اتنا فرق ہے کہ مملکت کے ہدایتی اصولوں کے باب میں یہ پابندی رکھ دی گئی ہے۔ کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی نہ ہوگا۔ مملکت کے ہدایتی اصول قانونی طور پر نافذ نہیں کئے جاتے۔ البتہ یہ اصول مملکت کی پالیسی کی بنیاد بنتے ہیں۔ اور اس نظریہ کی بنیاد ہوتے ہیں۔ جن کے مطابق وہ مملکت بنی ہو۔ ان اصولوں میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جسے اقلیتوں کے ذاتی قوانین کے خلاف سمجھا جائے۔ بلکہ اقلیتوں کے ذاتی قوانین کے تحفظ کے لئے اس میں واضح دفعات شامل ہیں۔ بیشتر دفعات ملک کی معاشی پالیسی سے متعلق ہیں۔ اور ان میں وہ اصول متعین کئے گئے ہیں۔ جو تمام شہریوں کے ساتھ سماجی وسیاسی انصاف کے لئے ضروری ہیں۔ جہاں تک اس باب کا تعلق ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون نہ بنایا جائے۔ تو یہ بات قابل غور ہے کہ یہ آئندہ بننے والے قوانین سے متعلق ہے۔ اور یہ بھی ایک منفی دفعہ ہے اس میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ اگر قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون پاس کیا گیا۔ تو جس حد تک وہ قرآن وسنت کے منافی ہے۔ وہ حصہ غیر قانونی ہوگا۔ یہ پابندی مجلس مقننہ کے اختیارات پر ہے۔ چونکہ مالی مسودات اور دیگر ان قوانین کو جو معاشی مسائل سے تعلق رکھتے ہوں ۲۵ سال کے لئے قرآن وسنت کے دائرہ سے خارج رکھا گیا ہے۔ اس لئے بہت کم قوانین ایسے رہ جاتے ہیں جو قرآن وسنت کے خلاف ہوں گے یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ اگر کوئی قانون قرآن کی کسی اس آیت کے منافی سمجھا جائے گا۔ جس کا مطلب مسلمانوں کا ایک فرقہ دوسروں سے الگ لیتا ہے۔ تو اس قانون کا اس فرقے پر اطلاق نہ ہوگا۔ باقی جن دفعات پر اعتراض کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔ کہ مملکت کا سربراہ مسلمان ہوگا۔ اور پاکستان کا نام "اسلامی دی پبلک" رکھا جائے گا۔ لیکن اس حقیقت کے پیش نظر کہ پاکستان میں ۸۵ فی صدی مسلمان آباد ہیں یہ بات یقینی ہے۔ کہ رئیس مملکت مسلمان ہوگا۔ اور اسی وجہ سے آئین میں یہ دفعہ رکھی گئی جو اس حقیقت کی مظہر ہے۔ اس پر تشویش کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بالخصوص اگر رئیس مملکت کے کوئی خاص اختیارات بھی نہیں ہیں۔ اور اسے محض کابینہ کے مشورے پر کام کرنا ہوگا۔ وزیراعظم یا وزرا کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔ چونکہ کابینہ ہی بااختیار ہوگی۔ اس لئے اقلیتوں کو اس معاملہ میں پریشان نہ ہونا چاہیئے پھر وفاقی یونٹوں کے گورنر بھی لازمی طور پر مسلمان نہ ہوں گے۔ اور غیر مسلموں کو بھی یونٹ کا گورنر یا مرکزی وصوبائی کابینہ کا رکن بنایا جا سکیگا۔ اس آئینی پوزیشن کے پیش نظر یہ کہنا درست نہیں ہے۔ کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو سیاسی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ تاریخی پس منظر کو سامنے رکھ کر اگر دیکھا جائے۔ کہ مسلم رئیس مملکت کی تجویز کیوں پیش کی گئی۔ تو یہ بات سمجھنی زیادہ مشکل نہ ہوگی۔ اگر ہم دنیا کے دوسرے آئین دیکھیں۔ تو ہم کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ دنیا کے بعض دوسرے آئین بھی مذہبی شرائط کے حامل ہیں۔ آئرلینڈ کے آئین کے پیش لفظ میں حضرت عیسیٰ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ سویڈن کے آئین کی دفعہ ۲ میں بادشاہ کے لئے ایک خاص فرقہ عیسائیت سے تعلق رکھنا ضروری ہے۔ ناروے کے آئین کی دفعہ ۲ کے مطابق مملکت کے مذہب کا تعین کر دیا گیا ہے۔ اور دفعہ ۴ کے مطابق بادشاہ کا اس مذہب سے تعلق رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح یونان سوئٹزرلینڈ اور ڈنمارک کے آئین میں بھی ایسی مذہبی پابندیاں شامل ہیں۔ بعض مسلم ممالک کے آئین میں بھی ایسی دفعات موجود ہیں۔ افغانستان کے آئین میں کہا گیا ہے۔ کہ اسلام مملکت کا سرکاری مذہب ہوگا۔ اور بادشاہ کا اس مذہب سے تعلق رکھنا ضروری ہوگا۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں کا پورا تحفظ کیا جائے گا۔ ایرانی آئین میں کہا گیا ہے۔ کہ قومی کونسل کے اراکین قرآن شریف سے حلف اٹھائیں گے۔ ایران کا سرکاری مذہب اسلام کو قرار دیا گیا ہے۔ ایرانی آئین کی دفعہ ۲ کی رو سے قومی اسمبلی کا کوئی قانون اسلام کے اصولوں کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ عراق کے آئین میں مملکت کا مذہب اسلام کو قرار دیا گیا ہے۔ البتہ مختلف فرقوں کو اپنے اعتقاد کے مطابق مذہب کی پیروی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو آزادی مذہب ہوگی۔ بشرطیکہ وہ اخلاق یا امن عامہ کو نقصان نہ پہنچاتا ہو۔ شام میں بھی ری پبلک صدر کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اور اسلامی قوانین کے مطابق قوانین بنانے کی شرط موجود ہے۔ مسٹر بروہی نے یہ حوالے دینے کے بعد کہا ہے۔ کہ میں نے دستور ساز اسمبلی میں مخلوط وجداگانہ انتخابات کے تنازعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ اگر اقلیت مخلوط انتخابات چاہتی ہے تو یہ بات اصولی طور پر غلط ہوگی۔ اور سیاسی انصاف کے منافی ہوگی۔ کہ انہیں یہ حق نہ دیا جائے۔ میں نے کہا تھا۔ کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ کہ آیا مخلوط انتخابات کے مطالبے کو پاکستان کی اقلیتوں کی حمایت حاصل ہے یا نہیں۔ یہ مشکل اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ اقلیتوں کے لیڈروں نے اس مسئلہ پر مختلف رائیں پیش کی ہیں۔ اس مسئلے کے حل کے لیے میں نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ جب نئے آئین کے تحت انتخابات ہوں گے۔ تو اقلیتی لیڈروں کو اپنے انتخابی منشور میں مخلوط انتخابات کا مطالبہ شامل کر کے اس بنیاد پر انتخابات لڑنے چاہیئں اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا ان کو اس سلسلہ میں حمایت حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر اس مطالبے کی حمایت حاصل ہوئی۔ تو آئندہ مجلس مقننہ پر یہ لازم ہوگا۔ کہ وہ متعلقہ آئینی دفعات میں تبدیلی کرے۔ اور جداگانہ انتخابات کے مطالبہ کو تسلیم کرے۔

سندھ میں کپڑے کا سب سے بڑا کارخانہ

کراچی ۲۲ نومبر۔ صوبہ سندھ میں کپڑے کی سب سے بڑی مل حکومت سندھ حیدرآباد میں قائم کرنے والی ہے۔ جس میں ۵۰ ہزار تکلے ہوں گے۔ مل کے لئے مشینری منگانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۲۴ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جموں اور کشمیر کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کے پریذیڈنٹ مسٹر صادق نے شیخ عبداللہ کو مطلع کیا ہے۔ کہ میرے پاس ایسے کوئی اختیارات نہیں کہ میں گورنمنٹ کو مجبور کر سکوں۔ کہ وہ آپ کو کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کے اجلاسوں میں شریک ہونے کی اجازت دے۔

—(بقیہ لیڈ صفحہ ۲)—

ان میں سے کسی میں نفس ارتداد کی کسی ایسی سزا کا ذکر نہیں ہے۔ جو کوئی انسانی عدالت خواہ وہ کتنی اسلامی سے اسلامی عدالت کیوں نہ ہو دے سکتی ہے۔ نہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی قولی یا فعلی حدیث ہے۔ نہ خلفائے راشدین کے آثار اور نہ کسی عالم حق کا کوئی ایسا قول ہے۔ یہ سراسر اسلام پر تہمت ہے۔ بہتان ہے۔ جھوٹا الزام ہے۔ اور نہایت افسوسناک امر یہ ہے کہ مودودی صاحب کا یہ کتابچہ از سرنو پاکستان میں شائع کی گئی۔ اور اب پھر اگست ۱۹۵۳ء میں شائع کیا گیا ہے۔ حکومت کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

الغرض اسلامی حکومت کو از روئے تعلیم اسلام کسی شخص کی آزادئ ضمیر پر کوئی مثبت یا منفی حد بندی لگانے کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے پنڈت نہرو کا یہ خیال کہ پاکستان میں اسلامی دستور کی وجہ سے وہ گروہ بن جائیں گے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور ان کو یقین رکھنا چاہیئے کہ اسلامی دستور کا پہلا اصول صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق یہی آزادئ ضمیر کا چارٹر ہوگا۔ جس کا ہم نے ذکر کئی بار کیا ہے۔ یعنے

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

اس لئے ہم مولانا رحمت الٰہی کے اس مطالبہ کی تائید کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان کو پنڈت نہرو کی تقریر کے خلاف احتجاج کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی تقریر سے واضح ہوتا ہے۔ کہ وہ اسلامی دستور پر ایسے الزامات عائد کرتے ہیں جس سے اس کا دامن پاک ہے۔ اور جو غیر ذمہ دار علما کی تحریروں کی پیدا کی ہوئی غلط فہمیوں پر مبنی ہیں۔ جن کا انشاء اللہ پاکستان کی حکومت اپنے عمل سے قلع قمع کرنے اور اسلامی دستور کو مغربی جمہوری سے جمہوری حکومت سے بھی زیادہ جمہوری ثابت کرنے کا عزم بالجزم رکھتی ہے۔